پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی

امارتِ اسلامیہ افغانستان .... مشاہدات و تاثرات

ملتان سے روانگی: جون ۹۹ء کے آخری عشرے میں چوبیس افراد پر مشتمل قافلہ اسلامی نظام کی برکات کا مشاہدہ کرنے کے لیے محمد طاہر صاحب (ناظم حرکتہ المجاہدین ملتان) کی رہبری میں عازم افغانستان ہوا۔ اس میں کچھ ایسے حضرات بھی شامل تھے جو محمد آصف چیمہ صاحب (سابق امیر حرکتہ المجاہدین ملتان) کی قیادت میں گذشتہ سال بھی یہ سعادت حاصل کر چکے تھے۔

ربیع الاوّل کی آٹھویں شب مطابق ۲۲ جون بروز منگل رات نو بجے بذریعہ بس ملتان سے روانہ ہوئے عشاء اور فجر کی نمازیں راستے میں ادا کیں صبح آٹھ بجے میران شاہ پہنچ گئے۔

امارت اسلامیہ میں داخلہ: میران شاہ میں جس جگہ ٹھہرائے گئے وہاں وضو اور غسل کا نظام عمدہ اور مناسب تھا۔ البتہ قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء کی محدود سہولت کی بجائے دامن کوہسار کی لامحدود وسعتیں تھیں جو شہری مزاج دوستوں کے لئے آزمائش کی حیثیت رکھتی تھیں۔ ناشتہ، غسل اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد دوپہر ایک بجے تیز دھوپ میں ساماں بدوش اگلی منزل کے لئے گامزن ہوئے، کچھ فاصلہ پیدل طے کیا اور پھر گاڑیوں میں سوار ہو گئے، راستے میں گرم پانی سے وضو کیا کمپاس سے قبلے کا تعین کر کے پگڈنڈی نما سڑک کے کنارے سائے کے بغیر نماز ظہر قصر ادا کی اور پھر آگے چل پڑے۔

امارت اسلامیہ ہر اس شخص کے لئے آغوشِ مادر ہے جو صحیح العقیدہ مسلمان ہو، اس کا چہرہ سنت سے منور ہو اور اغیار کا آلہ کار نہ ہو۔ جب کہ اسلامیہ جمہوریہ سرحدی لکیروں کے تقدس پر یقین رکھتی ہے۔ ان متضاد رویوں کی کشمکش میں کبھی پیدل کبھی سوار پانچ گھنٹے گزارنے کے بعد تقریباً چھے بجے مسلمانوں کی سرزمین سے اسلام کی سرزمین میں داخل ہوئے۔

امارت اسلامیہ میں پہلی نماز: ایک وادی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کیا، خشک رگوں کو تر کیا، پہاڑی ویرانوں میں صدائے اذان و اقامت بلند ہوئی، باجماعت قبلہ رو ہو گئے، جیسے ہی زبان نے خالق و مالک کی بڑائی کا اظہار کیا اس کی عظمت و ہیبت کے تصور سے نگاہیں جھک گئیں، ہاتھ بندھ گئے، پھر سر پرغرور خم ہوئے۔ جونہی سر اٹھا کر کمر سیدھی کی لذت عجز نے چین نہ لینے دیا۔ جبینِ نیاز زمین بوس ہو گئی۔ فریضہ نماز عصر سے سبکدوش ہوئے تھکاوٹ کے باوجود ایک عجیب سی فرحت و راحت کا احساس ہونے لگا، دل میں رقت پیدا ہوئی، سر مژگاں ستارے جھلملانے لگے، ہاتھ دعا کے لئے اٹھ گئے، زبان، دل کے جذبات کی یوں ترجمانی کرنے لگی۔ اے اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تونے ہمیں ایسی سرزمین پر آنے کی توفیق عطا فرمائی جہاں خالصتاً تیری حاکمیت ہے اور تیرے پیارے اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی حکمرانی ہے،

اے اللہ! طالبان کی یہ جماعت جو کافر و مشرک، لادین و بے دین، دشمنِ اسلام، ملت فروش اور اقتدار پرست طاغوتی قوتوں کی کثرت تعداد اور ان کی وسعت وسائل کے مقابلے میں مٹھی بھر بے یارومددگار افراد پر مشتمل ہے، پوری دنیا کا کفر و نفاق اس کو مٹانے کے لئے متحد ہو چکا ہے۔ اس کے قائم کردہ نظام خلافت کی نوخیز کلی کو گلچیں کا دستِ جفا ملنے کے لئے تیار ہے۔ یہ کہ جن پر چمنستانِ اسلام کی آبیاری فرض تھی وہ خانہ برانداز چمن بن چکے ہیں اور رضا سے گلچیں کے لئے اس کی ویرانی میں ایک دوسرے سے بڑھ کر کوشاں ہیں، ایسی حالت میں تو ہی ان کی ہمہ پہلو حفاظت فرما، ان کو ایمانی استقامت نصیب فرما، غزوۂ بدر جیسی غیبی نصرت سے سرفراز فرما، اے اللہ! مخلصین کی یہ جماعت جسے تو نے محض اپنی رحمت و قبولیت سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے امید کی کرن بنایا ہے اگر یہ بجھ گئی تو پھر قصرِ مذلت میں گری ہوئی گراں خواب ملت اسلامیہ کا مایوسی کے اندھیروں سے نکلنا ناممکن ہو جائے گا، اے اللہ! قیامِ خلافت کی نوید دینے والے اس ستارۂ سحر کو محض اپنے فضل و کرم سے آفتاب نصف النہار بنا دے، ملت اسلامیہ کو امیرالمؤمنین کے دامن خلافت سے وابستہ کر دے، اے اللہ محض اپنے فضل و کرم سے ہم نااہلوں اور ناکاروں کو بھی اپنے دین کے لئے قبول فرما لے، ایمان و اعمال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع نصیب فرما، ان جیسا جذبہ جہاد و قتال اور ان جیسی آرزوئے شہادت اور سعیٔ مشکور عطا فرما، اور ہمیں مملکت پاکستان میں اور اس کے بعد پوری دنیا میں اپنی حاکمیت قائم کرنے کی توفیق عطا فرما!! آمین۔

خوست کا معسکر: گذشتہ سال میران شاہ سے نمازِ مغرب سے کچھ دیر پہلے روانہ ہوئے اور نمازِ عشاء کے بعد تقریباً دس بجے پہاڑوں میں واقع ایک مقام پر پہنچے۔ بتایا گیا کہ یہ حرکۃ المجاہدین کا معسکر ہے جس کا نام معسکر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہے۔ کسی امتیاز کے بغیر قطار میں کھڑے کر دیئے گئے ترتیب کے ساتھ ایک ایک کر کے اندر داخل ہوئے فرداً فرداً تلاشی لی گئی جس میں ادب و احترام اور مہمانوں کے اکرام کا ایسا خیال رکھا گیا کہ کسی شخص کو بھی ناگواری کا احساس تک نہ ہوا بلکہ دوستوں نے تعاون کرتے ہوئے ممنوعہ اشیاء (مثلاً تصویروں والے اخبارات و رسائل، کیمرہ اور سگریٹ وغیرہ) خود ہی نکال کر حوالے کر دیں۔ کھانا کھانے اور نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد سو گئے اور نمازِ فجر کی جماعت سے تقریباً نصف گھنٹہ پہلے کلاشنکوف بردار پہرہ داروں نے بیدار کر دیا۔

حرکۃ المجاہدین کے ذریعے سے افغانستان آنے والوں کی یہ پہلی منزل تھی اور یہاں روزانہ مہمانوں کی کثیر تعداد کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اس لئے یہاں کے زیر تربیت افراد کے معمولات اور نظم و ضبط کو آنے جانے والے حضرات کے اثرات سے بچانے اور خود ان کو اس میں ڈھالنے کا خصوصی اہتمام کیا گیا تھا اور خاص طور پر نمازوں میں صف بندی کا پورا لحاظ رکھا جاتا تھا اور نماز کی جماعت میں سستی پر گرفت کی جاتی تھی۔ گذشتہ سال کے دوستوں کو اب بھی یہ منظر یاد ہے کہ معسکر میں قیام کے پہلے دن کی نمازِ ظہر تھی۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے کئی قافلے آئے ہوئے تھے، نماز اور اس کے بعد کے معمولات سے فارغ

ہوتے ہی امیر معسکر جناب محمد فاروق کی پرجلال و باوقار آواز کانوں سے ٹکرائی کہ وہ افراد کھڑے ہو جائیں جو جماعت میں پہلی رکعت کے بعد شامل ہوئے ہیں، سینکڑوں افراد میں سے صرف پندرہ بیس افراد کھڑے ہوئے۔ ان میں زیرِ تربیت نوجوان ایک تھا یا دو تھے باقی سب مہمان تھے، امیر محترم نے ادب و احترام مجروح کئے بغیر مؤدبانہ اور ذمہ دارانہ امتزاج کے حامل مناسب کلمات سے باری باری باعث تاخیر پوچھنا شروع کیا، جھکی ہوئی نگاہوں، دبی ہوئی آوازوں اور چہروں پر چھائی ہوئی سرخی سے احساس ندامت کی عکاسی کے علاوہ اس عزم صمیم کا اظہار بھی ہو رہا تھا کہ آئندہ غفلت نہیں ہو گی لہذا دو تین کے بعد امیر صاحب نے پوچھنے کا یہ سلسلہ خود ہی منقطع کر دیا، نماز عصر میں ایک نوجوان کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو تکبیرِ اولیٰ میں شامل نہ ہوا ہو اور یہ نوجوان بھی تکبیر اولیٰ سے رہ جانے کے باوجود پہلی رکعت میں شمولیت کی آخری حد یعنی رکوع میں شریک تھا امیر صاحب کے استفسار پر معلوم ہوا کہ اس کی تاخیر کا سبب ارادی سستی نہیں بلکہ پیچش کی غیر اختیاری مجبوری تھی۔

خیال آیا کہ جہاں امیر المؤمنین عمر ہو اور امیر معسکر فاروق ہو وہاں نماز کا اس قدر اہتمام کیوں نہ ہو! جب کہ اس مبارک ہستی (سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے جن کے مبارک نام سے ان دونوں کے نام کو نسبت حاصل ہے اپنے عمال کو نماز کی تاکید ان کلمات میں کی ہو:

ان اھم امرکم عندی الصلوٰۃ فمن حفظھا وحافظ علیھا حفظ دینہ ومن ضیعھا فھو بما سواھا اضیع (موطا امام مالک باب وقو الصلوٰۃ)

یعنی میرے نزدیک تمہارا سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے، پس جس نے آداب و شروط اور اوقات کی حفاظت کے ساتھ اسے قائم رکھا پس اس نے اپنے دین کو محفوظ بنا لیا اور جس نے اسے ضائع کر دیا پس وہ دوسری ذمہ داریوں کو اس سے زیادہ ضائع کرنے والا ہو گا۔

اس معسکر میں روسی ٹینک اور جدید ترین روسی گاڑیاں کثیر تعداد میں موجود تھیں، ایسی گاڑیاں بھی تھیں جن میں مسلسل پچاس بار خود بخود پنکچر لگ جانے اور ہوا بھر جانے کی صلاحیت پائی جاتی تھی اور وہ گاڑیاں بھی تھیں جو پانی میں کشتی بن جاتی تھیں، ایسی ٹرالی بھی تھی جو ایک ٹرک پر باسانی لادی جا سکتی تھی مگر جہاں کوئی پل ٹوٹ جائے وہاں اس کو رکھ کر اس کے اوپر سے بھاری گاڑیوں سمیت فوجی کارواں کو گزارا جا سکتا تھا گویا کہ روس نے میران شاہ اور بنوں کے راستے پاکستان میں داخل ہو کر گرم پانی تک پہنچنے کی پوری تیاری کر رکھی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایثار و قربانی کی عظیم مثال پیش کرنے والے افغان مسلمانوں کو پاکستان کی دینی اور علاقائی حفاظت کا ذریعہ بنا دیا مگر پاکستان کے اقتدار پرستوں نے اس وفا کا صلہ یہ دیا کہ امریکہ نے جب گذشتہ سال عظیم عرب مجاہد اسامہ بن لادن حفظہ اللہ تعالیٰ اور ان کے تربیتی مرکزی کو اڑانے کے لئے ستر کروز میزائل پھینکے تو اس کی کمین گاہ ہماری ہی پاک سرزمین بنی۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

اسامہ بن لادن نے پروگرام کے مطابق اس وقت اسی جگہ موجود ہونا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لئے عین وقت پر ان کا پروگرام منسوخ کرا دیا اس لئے وہ تو محفوظ رہے مگر اس معسکر میں مجاہدین کی تعمیر کردہ مسجد بھی شہید ہو گئی اور سولہ پاکستانی مجاہدین بھی رتبۂ شہادت سے سرفراز ہوئے جب کہ قرب و جوار کے دیگر معسکروں کے شہداء ان کے علاوہ تھے، آفرین وصد آفرین!! امیر المومنین پر! جنہوں نے مملکت اسلامیہ کے اعتماد پر پہلے تو اس علاقے میں پاکستانی وعرب جہادی تنظیموں کو اپنے معسکر بنانے کی اجازت دی اور پھر اس حملے کے بعد انہوں نے ہمیں مزید آزمائش میں ڈالنے اور خود مختار و طاقت ور ہونے کے بلند و بانگ دعووں میں چھپی ہوئی ہماری بے بسی و عاجزی کو طشت ازبام کر کے ہمیں رسوائی کا تماشا بنانے کی بجائے ہمارے حکمرانوں سے لاحاصل گلہ کئے بغیر ان معسکروں کو یہاں سے دوسرے علاقوں میں منتقل کرنے کا حکم دے دیا۔

قلعۂ یاور: اس معسکر کے قریب پہاڑ پر بنا ہوا یہ ایک قدیم قلعہ ہے اس میں غاروں کی شکل میں پہاڑ دوز قید خانے ہیں جو روسی قیدیوں کے لئے خود ان سے کھدوا کر بنائے گئے تھے، اس میں ایک عجائب گھر بنایا گیا ہے جس میں لاٹھیوں اور کلہاڑیوں سے لے کر پرانی اور نئی بندوقوں تک جہاد افغانستان میں استعمال ہونے والے ہتھیار کے ارتقائی نمونے موجود ہیں۔ اس پہاڑ میں مجاہدین نے ایک ایسی مسجد تعمیر کی ہے جس میں نماز پڑھنے والے کے خشوع کو شدید بمباری بھی متاثر نہیں کر سکتی۔ یہ گرمیوں میں سرد اور سردیوں میں گرم رہتی ہے۔ شیطان اور انسان دونوں قسم کے دشمنوں سے بچنے کے لئے بہترین پناہ گاہ ہے۔ ایک طرف سرنگ کی صورت میں دار المشاورت (اسمبلی ہال) تعمیر کیا گیا ہے جو اعجوبۂ روزگار ہے۔ اس کی نشست گاہیں تین طرفہ ہیں، ہر طرف دو رویہ کرسیاں بچھی ہوئی ہیں، تینوں طرفوں کے مقامِ اتصال پر اسٹیج ہے، پورے ہال میں قدِ آدم آئینے ایک خاص انداز اور ترتیب سے نصب ہیں۔ اجلاس کے وقت ایک خاص آئینہ باہر رکھ دیا جاتا ہے جو اس طرح روشنی اندر منعکس کرتا ہے کہ یوں پورا جگمگانے لگتا ہے۔ گذشتہ سال مہمانانِ گرامی نے اس ہال میں قرآن محل ملتان کے مدرس سے جہاد کے عنوان پر درسِ قرآن مجید سنا۔ اس قلعہ کے قریب بہت سے مقامات ایسے ہیں جن سے مولانا جلال الدین حقانی، ان کے رفقاء جہاد اور دیگر مجاہدین و شہداء کے ایمان افروز واقعات وابستہ ہیں۔

خوست کی طرف روانگی: چونکہ یہ معسکر یہاں سے کابل منتقل ہو چکا ہے اسلئے نماز عصر کے بعد اس طرف کا رخ کرنے کی بجائے گذشتہ سال والے شرکاء سفر ان مقامات کو دوبارہ دیکھنے کی حسرت اور نئے ساتھی محرومیٔ دید کے احساس کے ساتھ خوست شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ نمازِ مغرب سے پہلے راستے میں ایک بستی آئی جہاں پاکستانی گاڑیوں کے ڈرائیوروں نے مسافروں کو افغانی گاڑیوں کے ڈرائیوروں کے حوالے کیا۔ راستے میں نماز مغرب ادا کی، نماز کے وقت گذرتی گاڑیاں رک گئیں اور ویرانے میں بہت بڑی جماعت بن گئی۔ تقریباً دس بجے خوست پہنچے، حرکۃ المجاہدین کا دفتر شریک سفر افراد کو معلوم نہ تھا اور دونوں ڈرائیوروں نے ایک دوسرے پر حسنِ

ظن کی وجہ سے چلتے وقت نشان پتا معلوم کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ رات کی تاریکی اور سناٹے نے پورے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا، مادی ماحول میں دن اور رات دونوں جاگتے ہیں۔ ٹیلی ویژن اور ڈش وغیرہ کے ذریعے مسحور کئے جانے والے مغرب زدہ افراد کی راتیں جاگتی اور دن سوتے ہیں، جب کہ یہاں قرآن مجید کے ارشاد: وجعلنا اليل لباسا وجعلنا النهار معاشا
(یعنی ہم نے رات کو لباس اور دن کو روزی کمانے کا وقت بنایا) کے مطابق راتیں سوتیں اور دن جاگتے ہیں۔ اسلئے اوّل تو دور دور تک کوئی انسان نظر نہیں آیا تھا اور اگر کسی نہ کسی طرح کسی کو بیدار کر بھی لیا تو زبان ناشناسی کیوجہ سے حاصل کردہ معلومات ناقص اور تخمینی رہیں، اب ان ادھوری معلومات کی بنیاد پر تیز رفتاری سے سڑکیں روندنے کا عمل شروع ہوا، نہ جانے بھٹکنے کی یہ کیفیت کب تک جاری رہتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہاں بھی طالبان ہی کو ذریعہ ہدایت بنایا کہ ان کے ذمہ داروں کی ایک گاڑی قریب سے گزری۔ اسے روک کر ان سے رہنمائی مانگی گئی، وہ بلاتامل و توقف اپنا کام چھوڑ کر ساتھ چل پڑے اور منزل مقصود پر لاکھڑا کیا۔ ضروریات سے فارغ ہو کر نماز عشاء باجماعت ادا کی اور کچھ کھائے بغیر پانی پی کر بارہ بجے کے قریب کھلی فضا میں سو گئے۔

کابل کی طرف روانگی: چونکہ خوست کے دفتر میں بے وقت پہنچے تھے اس لئے کسی ذمہ دار سے ملاقات نہ ہو سکی، اور دفتر میں جو مسافر مجاہدین موجود تھے اگرچہ انہوں نے خلاف توقع اور کثیر تعداد مہمانوں کی آمد پر اپنی پریشانی کو چھپانے کی بھرپور کوشش کی مگر میر کارواں نے رات کی تاریکی میں بھی اضطراب سکون نما کو محسوس کر لیا اور یہی مناسب سمجھا گیا کہ یہاں قیام کرنے کی بجائے کابل کا رخ کیا جائے، دو تین گھنٹے کمر سیدھی کرنے کے بعد اٹھائیس سیٹوں کی کوسٹر میں صبح چار بجے کابل کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس جلدی میں نئے ساتھی خوست کا وہ ہوائی اڈہ بھی نہ دیکھ سکے جس پر ۸ ۱ جنگی جہاز عظمت اسلام کے سامنے سرنگوں کھڑے ہیں۔

گردیز میں آمد: نماز فجر راستے میں ادا کی اور پھر ناشتہ اور دیگر ضروریات کے لئے گردیز میں کچھ دیر کے لئے رکے، یہ وہ مقام ہے جس سے شاہ یوسف گردیز رحمہ اللہ علیہ کا تعلق ہے ان کا مزار ملتان میں اندرون بوہڑ گیٹ (ان ہی کے نام سے منسوب) محلہ شاہ یوسف گردیز میں ہے، آپ مسلمان بزرگ اور مبلغ تھے۔ کئی نسل بعد ان کی اولاد رافضیت کی لپیٹ میں آگئی اگرچہ اب متعدد افراد اپنے جد امجد کے عقیدے پر واپس آگئے ہیں مگر اکثریت ابھی تک آباء و اجداد کے ارتداد سے وابستہ ہے اور ان کا مزار بھی اسی اکثریت کے تصرف میں ہے۔

فوٹو اسٹوڈیو: گردیز میں سڑک کے کنارے دورویہ پر رونق بازار میں ایک ویران سا فوٹو سٹوڈیو دکھائی دیا گو اس میں نہ تو کسی عورت کی تصویر آویزاں تھی اور نہ ہی کسی اور نوعیت کی فحاشی و عریانی کا کوئی پہلو موجود تھا مگر امارت اسلامیہ میں خود اسٹوڈیو کا وجود ہی کم تعجب انگیز نہ تھا۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ امارت اسلامیہ کے نزدیک بھی تصویر کشی اور عکس بندی حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پورے افغانستان میں نہ تو ٹیلی ویژن کا کوئی

سنٹر ہے (بلکہ قندھار فتح کرنے کے بعد طالبان نے خود قندھار ٹیلی ویژن سنٹر بم سے اڑا دیا تھا) اور نہ ہی ٹیلی ویژن اور ویڈیو کیسٹس کی کوئی دکان ہے مگر کیونکہ بین الاقوامی قوانین اور ضابطوں کے مطابق شناختی کارڈ اور پاسپورٹ پر تصویر لازم ہے اس لئے حج و عمرہ سمیت بیرونِ ملک آمدورفت کی ناگزیر شرعی ضرورت کی اضطراری کیفیت کی وجہ سے محدود طور پر یعنی ضرورت کی حد تک اس کی اجازت دی گئی ہے۔

کابل شہر میں آمد: ۹ ربیع الاول - ۲۴ جون بروز جمعرات خوست سے صبح چار بجے روانہ ہوئے اور سات گھنٹے بعد یعنی دن کے گیارہ بجے کابل شہر میں حرکتہ المجاہدین کے دفتر پہنچے۔ یہ دفتر شہرِ نو میں اس عمارت میں واقع ہے جس میں پہلے کیوبا کا سفارت خانہ تھا اور اس میں ثقافت کے نام پر فحاشی و عریانی کا مرکز قائم تھا مگر آج مجاہدین اور جہادی مہمانوں کی آمد و رفت سے آباد و پررونق ہے۔ اس کے بالکل سامنے سینما پارک ہے جس میں چار سینما ہیں موقع محل اور گردو نواح کی کیفیت اس کے ٹھاٹھ باٹھ اور عیاشیانہ عروج کی غمازی کر رہی ہے اور موجودہ ویرانی زبانِ حال سے داستانِ زوال سنا رہی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس وسیع و عریض جگہ کی قسمت بھی جاگ اٹھے جس طرح قندھار میں شہر کے سب سے بڑے سینما کو گرا کر اس جگہ جامعہ عمر تعمیر کیا جا رہا ہے اس طرح یہاں بھی کوئی دینی ادارہ بن جائے اور اس کا مستقبل اس کے ماضی کی تلافی کر دے۔

دفتر کے قریب ہی چوک ہے جو "چوراہا یعقوب" کہلاتا ہے اس کی سڑکیں کشادہ اور پررونق ہیں، سڑکوں کے دونوں جانب دکانیں اور خوانچے ہیں اور اس کے قریب ہوٹل بھی ہیں، چوک کے کنارے مشرقی جانب ایک وسیع خوبصورت مسجد ہے جو ہر نماز کے وقت نمازِ جمعہ کا منظر پیش کرتی ہے یہ کیفیت صرف اسی مسجد کی نہیں بلکہ افغانستان میں ہمیں جس مسجد میں بھی نماز پڑھنے کا موقع ملا یہی منظر بلکہ بعض مقامات پر تو نمازِ عید کا سماں دکھائی دیا۔

اس سال اس مسجد میں نمازِ عشاء ادا کرنے کا موقع نہیں ملا گذشتہ سال تین رات یہاں قیام کیا اور تینوں رات نمازِ عشاء اس مسجد میں ادا کی، نمازِ عشاء سے فراغت کے بعد دیکھا کہ ایک طویل عمر بزرگ مسجد کے اندر ایک طرف تشریف فرما ہیں۔ دو باریش نوجوان ان کے سامنے بیٹھے مشکوٰۃ شریف کا سبق پڑھ رہے ہیں، دوسری رات اتفاق سے بجلی نہیں تھی وہ بزرگ لالٹین کے ساتھ تشریف لائے اور اس کی روشنی میں سبق ہوا، خیال آیا کہ اسلاف اور ان کے طریقے پر چلنے والے انہی حضرات کے اخلاص کی برکت ہے کہ ہم جیسے دنیا پرست بھی علم دین کے ثمرات سے محروم نہیں رہے، اگرچہ زبانِ تدریس فارسی تھی مگر جامعہ تعلیم و تزکیہ کے تجوید و حفظ کے معلم قاری عبدالرحمن قاسمی صاحب کی رفاقت میں تینوں رات اس بابرکت نشست میں بیٹھنے کی سعادت حاصل رہی۔

کابل پہنچنے کے بعد کچھ دیر دفتر حرکتہ المجاہدین میں آرام کیا، کھانا کھایا، نمازِ ظہر جامع مسجد چوراہا یعقوب میں ادا کی اور تین بجے زیارات کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

کابل میں زیارات: کابل مملکتِ افغانستان کا دارالحکومت اور قدیم شہر ہے۔ مجاہدینِ اسلام نے دوسرے خلیفۂ راشد سیدنا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخری دور میں ۲۳ ھ میں اس کا رخ کیا، تیسرے خلیفۂ راشد سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دور میں ۲۵ ھ فتح میں ہوا۔ اس کے بعد ایک بار سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں اور دوسری بار سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت راشدہ میں ہاتھ سے نکل گیا۔ دونوں باز حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے اسے فتح فرما کر سلطنت اسلامیہ میں شامل فرمایا، ان کا انتقال اسی سرزمین پر ہوا مگر ان کی آرام گاہ معلوم نہیں۔ البتہ دو صحابیوں یعنی حضرت ابو رفاعہ تمیم انصاری اور حضرت جبیر رضی اللہ عنہما کی قبریں نمایاں ہیں اور مرجع خلائق ہیں۔ نیز ان قبروں کے قریب ہی بیشتر افراد کی ایک اجتماعی زیارت گاہ ہے جس پر ناموں کی تختی بھی لگی ہوئی ہے ان میں گیارہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور باقی تابعین رحمہم اللہ علیہم ہیں، کابل کے قدیم ترین قلعہ یعنی قلعۂ بالاحصار کے پہلو میں واقع قبرستان میں بغیر نشان و علامت کے بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ علیہم مدفون ہیں۔ یہ وہ محسنین ملت ہیں جو دعوت توحید و اسلام لے کر نسیم سحر کی طرح وطن سے نکلے اور تبلیغ و جہاد و قتال کا فریضہ ادا کرتے ہوئے اس سرزمین میں دُرِ مکنون ہو گئے۔ ان کے علاوہ اس قبرستان میں جہادِ افغانستان کے متعدد شہداء بھی آرام فرما ہیں۔

شہر کے وسط میں ایک صحابی حضرت قیس رضی اللہ عنہ کا مزار ہے جو ''شاہ دو شمشیرا'' کہلاتے ہیں۔ ان کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ یہ افغانستان کے فاتح لشکرِ اسلام میں شامل تھے اور اس جہاد میں بیک وقت دونوں ہاتھ سے یعنی دو تلواریں چلا رہے تھے اس مزار میں اس وقت دارالحفاظ قائم ہے اور اس کے قریب ایک چوک ہے جو انہی کے نام پر چوراہا ''شاہ دو شمشیرا'' کہلاتا ہے، نزول رحمت و برکات کے ان مقامات پر فاتحہ پڑھی ان خوش نصیبوں کی مغفرت و بلندیٔ درجات کی دعا کی سعادت حاصل کی اور ان کے توسل سے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنے لئے جذبۂ جہاد و قتال، ملت اسلامیہ کی خوابِ غفلت سے بیداری اور طالبان کی کامیابی و استقامت کی دعائیں کیں۔

برعظیم پاک و ہند کے پہلے مغل بادشاہ ظہیرالدین بابر نے پرانے شہر سے کچھ فاصلے پر ایک خوبصورت باغ بنوایا جو ایک پہاڑی پر واقع ہے، اپنی خواہش اور پسند کے مطابق اس باغ میں مدفون ہے اور اسی کے پہلو میں اس کے دو پوتے مرزا حکیم اور ہندال مرزا بھی دفن ہیں یہ دونوں نصیرالدین ہمایوں کے بیٹے تھے باغ کا حسن و جمال باقی نہیں رہا، قبریں بھی کھلے آسمان تلے ہیں اور اپنی حالتِ زار سے دنیا کی بے ثباتی اور انسانی زندگی کے انجام کا احساس دلا رہی ہیں۔

کہا میں نے کتنا ہے گل کا ثبات
کلی نے یہ سن کر تبسم کیا

(جاری ہے)